سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے

صحابہ رضؓ

طالب الہاشمی

حضرت ابو مسعود بدری انصاریؓ

حضرت ابو مسعود بدری انصاریؓ

①

رسالت کے مدنی عہدِ باسعادت کا ذکر ہے کہ ایک دن ایک صاحبِ رسول کو اپنے ایک غلام کی کسی حرکت پر غصہ آ گیا اور انھوں نے اس کو کوڑے سے پیٹنا شروع کر دیا۔ اتنے میں انھوں نے اپنے پیچھے دُور سے ایک آواز سنی لیکن وہ اس آواز کو پہچان نہ سکے۔ جب وہ آواز قریب ہوئی تو انھوں نے دیکھا کہ آواز دینے والے رسولِ اکرم ﷺ ہیں۔ آپؐ نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا:

''یہ غلام اتنا تیرے قابو میں نہیں جتنا تو خدا کے قابو میں ہے (یا یہ کہ جس اللہ نے تم کو اس غلام پر قادر کیا ہے وہ اس کو تم پر بھی قادر کر سکتا ہے)۔''

رحمتِ عالم ﷺ کا ارشاد سن کر ان صاحبِ رسول کے ہاتھ سے کوڑا گر گیا اور انھوں نے ندامت آمیز لہجے میں عرض کیا:

''یا رسول اللہ میں آئندہ کبھی کسی غلام کو نہ ماروں گا اور اس غلام کو میں اللہ کے لیے آزاد کرتا ہوں۔''

یہ صاحبِ رسول جن کو خیر الخلائق ﷺ کا اس قدر ادب و احترام ملحوظ تھا کہ حضورؐ کا اشارہ پاتے ہی ساری زندگی کے لیے کسی غلام پر ہاتھ اٹھانے سے توبہ کر لی اور جس غلام پر ہاتھ اٹھایا تھا اس کو فوراً صرف رضائے الٰہی کی خاطر آزاد کر دیا، حضرت ابو مسعود بدری انصاریؓ تھے۔

②

حضرت ابو مسعود بدری انصاریؓ کا شمار بڑے جلیل القدر صحابہؓ میں ہوتا ہے۔ ان کا نام

عقبہ تھا لیکن وہ اپنی کنیت ابو مسعود سے زیادہ مشہور ہیں۔ ان کا تعلق خزرج کے خاندان بنو حارث سے تھا۔ سلسلۂ نسب یہ ہے:

عقبہ بن عمرو بن ثعلبہ بن اسیرہ بن عسیرہ بن عطیہ بن خدارہ بن عوف بن حارث بن خزرج۔

بدری لقب کا سبب بہ قولِ بعض یہ ہے کہ ان کی سکونت بدر میں تھی اور بہ قولِ بعض یہ کہ وہ اصحابِ بدر میں سے تھے۔

حضرت ابو مسعودؓ کو اللہ تعالیٰ نے فطرتِ سعید سے نوازا تھا۔ وہ ہجرتِ نبویؐ سے ایک دو سال قبل شرفِ اسلام سے بہرہ ور ہوئے اور پھر ۱۳ بعدِ بعثت میں مکہ جا کر بیعتِ عقبۂ کبیرہ میں شریک ہونے کی عظیم سعادت حاصل کی۔ اس موقع پر سرورِ عالم ﷺ کی بیعت کرنے والے اصحاب میں وہ سب سے کم عمر تھے۔

ہجرتِ نبویؐ کے بعد غزوات کا آغاز ہوا تو حضرت ابو مسعودؓ سب سے پہلے غزوۂ بدر میں شریک ہوئے۔ امام ابن اسحاقؒ، حافظ ابن عبد البرؒ اور بعض دوسرے اصحابِ سِیَر و مغازی کے نزدیک وہ غزوۂ بدر میں شریک نہیں تھے۔ لیکن امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے ان کے شریکِ بدر ہونے پر جزم کیا ہے۔ امام بخاریؒ نے متعدد حدیثوں سے جو صحیح بخاری میں مروی ہیں ان کے شریکِ بدر ہونے پر استدلال کیا ہے۔ اگر وہ بدر میں شریک نہ ہوتے تو بھی ان کے مقام و مرتبہ میں کوئی فرق نہ پڑتا کیوں کہ اصحابِ عقبہ کا درجہ بدر میں شریک اُن انصاری صحابہ سے افضل ہے جو بیعتِ عقبہ میں شریک نہیں تھے۔

اُحُد اور بعد کے تمام غزوات میں حضرت ابو مسعودؓ کے شریک ہونے پر سب اربابِ سِیَر متفق ہیں۔ گویا وہ ان صحابۂ کرامؓ میں سے ہیں جن کو عہدِ رسالت کے تمام غزوات میں سرورِ عالم ﷺ کی ہمرکابی کا شرف حاصل ہوا۔

(۳)

رسولِ اکرم ﷺ کے وصال کے بعد حضرت ابو مسعودؓ، حضرت عثمان ذوالنورینؓ کے عہدِ خلافت کے اخیر تک مدینہ منوّرہ میں مقیم رہے البتہ اس دوران میں کچھ عرصہ کے لیے بدر کی

سکونت اختیار کر لی تھی۔ خلیفۂ ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے دَورِ خلافت کے اخیر میں وہ کوفہ چلے گئے، ایک روایت کے مطابق وہاں انھوں نے اپنا مکان بنوالیا تھا۔

صحیح بخاری کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سریر آرائے خلافت ہوئے اور اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے خونِ عثمانؓ کے قصاص کے سلسلہ میں علَمِ اصلاح بلند کیا تو اس وقت حضرت ابومسعودؓ کوفہ میں تھے۔ جنگِ جمل سے پہلے حضرت حسنؓ اور حضرت عمار بن یاسرؓ کوفہ تشریف لے گئے تاکہ وہاں کے لوگوں کو حضرت علیؓ کی حمایت پر آمادہ کریں۔ اس وقت حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کوفہ کے والی تھے۔ حضرت ابومسعودؓ انھیں ساتھ لے کر حضرت عمار بن یاسرؓ کے پاس گئے اور ان سے کہا:

''اے ابوالیقظان آپ کے ساتھیوں میں کوئی ایسا نہیں ہے جس پر اگر میں چاہوں تو ردوقدح نہ کرسکوں۔ لیکن آپ اس سے مستثنیٰ ہیں، آپ نے جب سے رسول اللہ ﷺ کی صحبت اٹھائی، میں نے اپنے نزدیک کوئی معیوب بات آپ میں نہیں دیکھی البتہ اس امر میں عجلت کرنا۔ (حضرت عائشہ صدیقہؓ کے خلاف لڑنے کی تیاری کرنا معیوب ہے)''

حضرت عمار بن یاسرؓ نے جواب دیا:

''اے ابومسعود! اور میں نے بھی آپ میں اور آپ کے ان ساتھی (حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ) میں جب سے آپ دونوں صاحبوں نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت اٹھائی کوئی معیوب بات اپنے نزدیک نہیں دیکھی البتہ اس بات میں آپ لوگوں کا دیر لگانا۔ (حضرت علیؓ کی حمایت پر اٹھنے میں دیر لگانا معیوب ہے)''

یہ گفتگو یہیں تک ختم ہوگئی اور حضرت ابومسعودؓ نے حضرت عمار بن یاسرؓ اور حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو ایک ایک حلہ دے کر رخصت کر دیا کہ جمعہ کی نماز پڑھیں۔

اس واقعہ کے چند دن بعد جمل کی افسوس ناک لڑائی پیش آئی۔ حضرت ابومسعودؓ اس میں شریک ہوئے یا نہیں؟ کتب سِیَر اس کے بارے میں خاموش ہیں۔ قیاس یہ ہے کہ وہ اس لڑائی میں شریک نہیں ہوئے۔ البتہ جب حضرت علیؓ اور امیر معاویہؓ کے درمیان اختلاف شدید صورت اختیار کر گیا تو حضرت ابومسعودؓ نے حضرت علیؓ کی پُر زور حمایت کی۔ حضرت علیؓ ان کی بہت عزت کرتے تھے اور ان کو اپنے اعتماد کا اہل سمجھتے تھے۔ جنگِ صفّین کے لیے کوفہ سے چلنے

لگے تو حضرت ابو مسعودؓ ہی کو کوفہ میں اپنا جانشین بنایا۔ حضرت علیؓ کی غیر حاضری میں انھوں نے امارت کے فرائض نہایت حسن و خوبی سے انجام دیئے۔ حضرت علیؓ سے ان کی محبت اور روابط کا اندازہ اس بات سے کیا جا سکتا ہے کہ انھوں نے اپنی صاحب زادی کی شادی سیّدنا حضرت حسینؓ بن علیؓ سے کر دی تھی۔ حضرت حسینؓ کے ایک صاحب زادے زید انھی صاحب زادی کے بطن سے تولّد ہوئے تھے۔

جنگِ صفّین کے بعد حضرت ابو مسعودؓ کے دل میں مدینہ منوّرہ کی محبت اور کشش نے جوش مارا اور وہ کوفہ کی سکونت ترک کر کے پھر مدینہ منوّرہ چلے گئے اور باقی زندگی کا بیشتر حصہ وہیں گزارا البتہ کبھی کبھی کوفہ آ جاتے تھے۔

حضرت ابو مسعودؓ نے امیر معاویہؓ کے عہدِ خلافت میں ۴۱ھ سے ۵۰ھ کے درمیان کسی وقت وفات پائی۔ بعض روایتوں میں ہے کہ وہ امیر معاویہؓ کے اخیر زمانۂ خلافت (۶۰ھ) تک زندہ تھے لیکن قیاسِ غالب یہ ہے کہ انھوں نے حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کے امارتِ کوفہ کے زمانے میں وفات پائی۔ یہ زمانہ ۴۱ھ سے ۵۰ھ تک کے عرصہ پر محیط ہے۔

حضرت ابو مسعودؓ کی اولاد میں ایک صاحب زادے اور ایک صاحب زادی کا پتہ چلتا ہے۔ صاحب زادی حضرت حسینؓ کو منسوب تھیں۔ اس نسبت سے حضرت حسینؓ، حضرت ابو مسعودؓ کے خویش تھے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سمدھی۔ صاحب زادے کا نام بشیر تھا وہ اخیر عہدِ رسالت میں یا اس کے کچھ بعد پیدا ہوئے تھے۔

علم و فضل کے اعتبار سے حضرت ابو مسعودؓ بہت بلند مقام رکھتے تھے۔ ان کا شمار راویانِ حدیث صحابہؓ کے طبقۂ سوم میں ہوتا ہے اور ان سے ایک سو دو احادیث مروی ہیں۔ ان کے مشہور رواۃ حدیث کے نام یہ ہیں:

بشیر بن ابو مسعود عقبہؓ (صاحب زادے) عبداللہ بن یزید خطمیؒ، قیس بن ابی حازمؒ، یزیدؒ بن شریک تیمی، علقمہؒ، ابو وائلؒ، عبدالرحمٰن بن یزید نخعیؒ۔

نہایت حق گو تھے۔ ایک مرتبہ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ والیِ کوفہ نے نمازِ عصر میں دیر کر دی۔ حضرت ابو مسعودؓ اس زمانے میں کوفہ میں موجود تھے۔ انھوں نے ان کو برملا ٹوکا اور فرمایا

کہ نماز صحیح وقت پر پڑھنی چاہیے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ پڑھتے تھے اور آپ کے اوقاتِ نماز وہی تھے جو آپؐ کو (اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق) جبریلؑ نے بتائے تھے۔

حضرت ابومسعودؓ لوگوں کو بڑے لطف و انبساط کے ساتھ حضورؐ کے ارشادات سنایا کرتے تھے اور ان کو سنتِ نبوی پر عمل کرنے کی تلقین کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ انھوں نے دیکھا کہ لوگ جماعت میں مل کر (برابر برابر) کھڑے ہونے کا چنداں خیال نہیں رکھتے تو انھوں نے فرمایا کہ جب تک تم حضورؐ کی سنت کے مطابق مل کر کھڑے ہوتے تھے تم میں اتفاق تھا، اب تم نے اس سنت کی پابندی کرنا چھوڑ دیا ہے تو تمھارے درمیان اختلاف پیدا ہو گیا ہے۔

ایک دن لوگوں سے کہا، تمھیں علم ہے کہ رسول اللہ ﷺ کس طرح نماز ادا کرتے تھے۔ پھر خود نماز پڑھا کر بتایا کہ یہ طریقہ تھا حضورؐ کے نماز پڑھانے کا۔

لوگوں کو جلد بازی سے منع فرمایا کرتے تھے۔ مسندِ ابوداؤد میں ہے کہ ایک مرتبہ حلقہ قائم کر کے بیٹھے تھے۔ اسی حالت میں دو آدمیوں نے آ کر کہا کہ اس حلقہ میں کوئی ہمارا فیصلہ کر سکتا ہے؟ حلقہ میں بیٹھے ہوئے ایک شخص نے کہا، ''میں کر سکتا ہوں۔'' اس پر حضرت ابومسعود انصاریؓ نے مٹھی بھر کنکریاں اٹھا کر اس کو ماریں اور فرمایا ''چپ، جلدی سے فیصلہ کرنا مکروہ ہے۔''

حضرت ابومسعود بدریؓ سے مروی چند احادیث بغرضِ افادہ و تبرّک یہاں درج کی جاتی ہیں:

(۱) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس شخص نے کسی نیک کام کی ترغیب دی اور پھر وہ شخص وہ نیکی کا کام بجالایا تو اس بتانے والے شخص کو بھی کرنے والے کے برابر ثواب ہوگا۔ (صحیح مسلم)

(۲) رسول اللہ ﷺ نے کتے کی قیمت، فاحشہ عورت کی کمائی اور کاہن کی (کمائی سے خریدی ہوئی یا اس کی پیش کی گئی) شیرینی سے منع فرمایا ہے۔ (صحیحین)

(۳) رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے شکایت کی کہ میں تو فلاں امام کی وجہ سے صبح کی نماز میں شامل نہیں ہوتا کیوں کہ وہ بہت لمبی نماز پڑھاتا ہے۔ اس پر آپؐ نے وعظ فرمایا اور وعظ میں اتنے خفا ہوئے کہ اس سے پہلے آپؐ کبھی اتنے خفا نہیں ہوئے تھے۔ آپؐ نے فرمایا، لوگو! مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم میں سے بعض لوگوں کو نماز سے نفرت دلانے والے ہیں پس جو شخص لوگوں کی امامت کرے تو ضرور اختصار کرے۔ (مختصر نماز

پڑھائے، طویل قرأت نہ کرے) کیوں کہ اس کے پیچھے بچے بھی ہوتے ہیں اور بوڑھے بھی، کچھ بیمار بھی ہوتے ہیں اور کام کاج والے بھی۔ (صحیحین)

(۴) ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی چار اور اصحاب سمیت دعوت کی۔ جب آپؐ اس کے گھر تشریف لے گئے تو اتفاقاً ایک اور شخص بھی ہمراہ چلا گیا۔ آپؐ نے گھر والے سے کہا، یہ شخص ہمارے ساتھ آ گیا ہے اگر تم چاہو تو یہ بھی کھانے میں شریک ہو جائے۔ اس نے کہا، بہت اچھا حضورؐ، میری بھی یہی مرضی ہے۔ (صحیح بخاری)

(۵) رسول اللہ ﷺ نماز میں (نماز کے لیے جماعت کھڑے ہونے کے وقت) ہمیں برابر کرنے کے لیے ہمارے مونڈھوں پر ہاتھ پھیرتے تھے اور فرماتے تھے برابر ہو جاؤ اور مختلف (آگے پیچھے نہ ہو کہ خدا نہ کردہ اس کی سزا میں تمھارے قلوب باہم مختلف ہو جائیں (اور فرماتے تھے کہ) تم میں سے جو دانش مند اور سمجھ دار ہیں وہ میرے قریب ہوں۔ ان کے بعد وہ لوگ ہوں جو اس صفت میں ان کے قریب ہوں اور ان کے بعد وہ لوگ جن کا درجہ ان سے قریب ہو۔ (صحیح مسلم)

رضی اللہ تعالیٰ عنہ